JQSS: *(Journal Of Quranic and Social Studies)*
ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632
Volume: 4, Issue: 1, Jan-June 2024. P: 77-96
Open Access: https://jqss.org/index.php/JQSS/article/view/146
DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.14576398

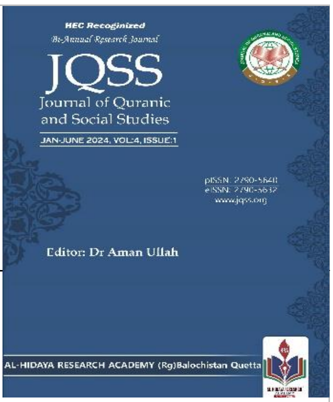

Copyright: © The Authors

Licensing: this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

وبائی امراض کی صورت میں اسلامی معاشرہ کا تعامل محدثین وفقہاء کی آراء کی روشنی میں تحقیقی و تنقیدی جائزہ

A Critical Study of The Behavior of Islamic Society in Pandemic Situation in the Light of The Opinion of Muhaddiseen and Fuqaha

1. **Muhammad Ismail**
ismailminhaj@gmail.com
Ph. D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Feculty of Study of Religions FUUAST Karachi.

2. **Dr. Mubashira**
mubashirahmuzzafferlatif@gmail.com
Ph. D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University, Abdul Haq Campus, Karachi

3. **Dr. Abdul Ghani**
aghani088@gmail.com
Lecturer, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science and Technology, Islamabad

How to Cite: Muhammad Ismail and Dr. Mubashira and Dr. Abdul Ghani (2024). A Critical Study of The Behavior of Islamic Society in Pandemic Situation in the Light of The Opinion of Muhaddiseen and Fuqaha , *(JQSS) Journal of Quranic and Social Studies*, 4(1), 77-96.

Abstract and indexing

Publisher
HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg)
Balochistan Quetta

Journal of Quranic and Social Studies
Volume:4, Issue:1, 2024

وبائی امراض کی صورت میں اسلامی معاشرہ کا تعامل محدثین وفقہاء کی آراء کی روشنی میں تحقیقی وتنقیدی جائزہ

A Critical Study of The Behavior of Islamic Society in Pandemic Situation in the Light of The Opinion of Muhaddiseen and Fuqaha

Journal of Quranic and Social Studies
77-96
© The Author (s) 2024
Volume:4, Issue:1, 2024
DOI:10.5281/zenodo.14576398
www.jqss.org
ISSN: E/ 2790-5640
ISSN: P/ 2790-5632

Muhammad Ismail
Ph. D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Faculty of Study of Religions FUUAST Karachi.

Dr. Mubashira
Ph. D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University, Abdul Haq Campus, Karachi

Dr.Abdul Ghani
Lecturer, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science and Technology, Islamabad

Abstract

This research delves into the Islamic perspective on the responsibilities of Muslims as good citizens during the spread of epidemic diseases, emphasizing the balance between faith in Allah and the importance of precautionary measures. It underscores the foundational belief in Allah's absolute control over all matters, as stated in the Quran: "No leaf falls but that He knows of it" (Surah Al-Ana'am, 6:59). Health, illness, joy, and adversity all occur by Allah's decree, and no disease can transfer independently without His will. The study highlights that taking precautions against diseases aligns with Islamic teachings and true tawakkul (trust in Allah). The Prophet ﷺ exemplified this balance by advising: "Tie your camel first, then put your trust in Allah." This reflects the principle that reliance on Allah does not negate practical steps for protection. The research reconciles two sets of hadiths: those negating the contagious nature of diseases and those advising precautions. The former rejects pre-Islamic notions that diseases transfer independently, while the latter acknowledges that diseases may transfer under Allah's will and decree. Scholars emphasize that while causes have effects by Allah's power, He can neutralize these effects at any time. Therefore, precautions against disease are not only permissible but encouraged. The study concludes that Muslims should adopt a balanced approach, taking practical measures to prevent disease transmission while maintaining trust in Allah. This perspective promotes individual responsibility, public health, and a deeper understanding of divine wisdom.

Keywords: Behavior, Islamic Society, Pandemic Situation, Opinion, Muhaddiseen And Fuqaha

Corresponding Author Email:
ismailminhaj@gmail.com
mubashirahmuzzafferlatif@gmail.com
aghani088@gmail.com

تمہید

صحت و تندرستی اللہ تعالیٰ کی اُن عظیم نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کا شکر ہر مسلمان کو ہر وقت ادا کرتے رہنا چاہیے اور اس کا خیال رکھنا چاہیے کیوں کہ جب تک انسان کسی بیماری میں مبتلی نہ ہو جائے اُس وقت تک اِس نعمت تندرستی کا احساس نہیں ہو پاتا ہے اسی لئے حدیث میں آتا ہے۔

"وعن عمرو بن ميمون الأودي قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل وهو يعظه اغتنم خمسا قبل خمس،-شبابك قبل هرمك، وصحتك قبل سقمك ، وغناك قبل فقرك ،-وفراغك قبل شغلك،- وحياتك قبل موتك". (1).

"حضرت عمرو بن میمون اودی (تابعی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ "پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو! جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت و تندرستی کو بیماری سے پہلے، اپنی خوشحالی و فراخی کو فقر و فاقہ سے پہلے، اپنی فراغت کو مصروفیات سے پہلے، موت سے پہلے زندگی کو، یعنی یہ پانچ حالتیں ایسی ہیں کہ جب وہ موجود ہوں تو ان کو ان پانچ حالتوں سے پہلے غنیمت سمجھو جو زمانہ آئندہ میں پیش آنے والی ہیں"۔(2)

صحت و تندرستی سب سے بڑی نعمت:

اِن پانچ نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت صحت و تندرستی ہے اس حدیث میں اسے غنیمت کہا ہے کیوں کہ انسان پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ اپنی ساری دولت اس صحت کو حاصل کرنے کے لئے خرچ بھی کرنا چاہتا ہے مگر اُسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بڑے بڑے اطباء اور ڈاکٹروں کی معلومات بے سود اور تجربات کارگر نہیں ہوتی انسانی عقل منجمد اور انسان اس مقام پر آکر اللہ کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے۔

صرف اللہ تعالیٰ ہی موثر بالذات:

اسلامی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو تندرستی ہو یا بیماری، خوشی ہو یا غم، دن ہو یا رات، آگ ہو یا پانی، سردی ہو یا گرمی، زمین ہو یا آسمان ہر چیز کا خالق و مالک صرف ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات اقدس ہے اُس کی اجازت کے بغیر درخت سے کوئی پتہ بھی نہیں گرتا اور وہ ہی ذات ہے جو ہر چیز میں اُس کے لئے تاثیر کو پیدا کرتا ہے اور پھر وہ جس وقت چاہے اُس کے تاثیر کو سلب کرتا ہے۔

حاصل کلام:

اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ کی ذات ہی اصل، خالق اور وہی موثر بالذات ہے اور جن چیزوں کو اللہ نے پیدا کیا وہ مخلوق ہیں اور مخلوق یا جس شئ کو اللہ نے تخلیق کیا ہے اُس میں خالق ہی نے کوئی نا کوئی اثر ضرور رکھا ہے اور یہ اثر کبھی خالق کی مرضی کے بغیر ظاہر یا اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام مخلوقات میں سے اس انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے :"اور ہم نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے(3)، ' اور اس کائنات کو اور کائنات میں جو کچھ بھی ہیں یہ سب اللہ نے اِس انسان کے فائدہ کے لئے بنایا ہے اور اللہ نے اس کائنات کے کسی بھی چیز کو بے کار اور بے فائدہ نہیں پیدا کیا اگر چہ بہت ساری چیزیں بظاہر ہمیں انسانیت کے لئے نقصان دہ نظر آتی ہے جیسے سانپ، بچھوں، زہریلے جانور، حادثات، بیماریاں وغیرہ۔ مگر اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی بھی شخص کو جو کوئی فائدہ یا نقصان ہوتا ہے یہ سب اللہ نے اس انسان کی تقدیر میں پہلے سے لکھا ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر رضا کہا جاتا ہے اور یہ ایک مسلمان کے لئے بہت بڑی تسلی واطمینان کا سامان ہے کہ جس اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے اُسی اللہ نے ہمارے لئے یہ بہتر سمجھا کہ ایسا ہو اور اللہ کے اس فیصلے پر راضی ہو۔

بیماری اللہ کی رحمت ہے:

اسی طرح اللہ کی تخلیق میں سے ایک بیماری بھی ہے کہ اللہ نے اِسے جہاں دُنیاوی اور انسان کے ذاتی فائدوں کے لئے تخلیق کیا (کہ ڈاکٹروں اور حکیموں کی کلینکوں اور دواخانوں کیساتھ دوائیاں بنانے والی فیکٹریاں اور اُس میں مزدوروں کے علاوہ مریض کے جسم سے فاسد مادوں کا اخراج وغیرہ وغیرہ) اس کیساتھ اللہ نے اسے میں مسلمانوں کے لئے اُخروی فائدے بھی رکھے ہیں اور وہ یہ کہ اس سے بندۂ مومن کے گناہ معاف ہو کر درجات بلند ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب مومن کو کوئی (تکلیف یا) بیماری لاحق ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اسے شفاءعطا فرماتا ہے تو وہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔(4) اور آئندہ کے لئے یاددہانی ہو جاتی ہے اور منافق جب بیمار ہوتا ہے اور اس کی وہ تکلیف دور ہو جاتی ہے تو وہ اس اونٹ کی طرح ہوتا ہے، جسے اس کے مالک نے پہلے تو باندھا اور پھر چھوڑ دیا اور اسے یہ پتہ ہی نہیں چلتا اسے باندھا کیوں گیا اور چھوڑ کیوں دیا گیا ہے؟"

بیماری آزمائش کا ذریعہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے بیماری کو اس نظام عالم کا ایک حصہ بنا کر اپنے بندوں کی آزمائش کا ذریعہ بھی بنایا جیسے حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ نے بیماری کی آزمائش میں ڈالا کہ راحت میں تو ہر انسان اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالاتا ہے مگر کیا یہ انسان تکلیفوں میں بھی اللہ کے احکامات پر عمل پیرا اور صبر و شکر کے دامن کو تھامے رکھتا ہے یا نہیں؟ اب یہ اُس انسان پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ کتنا صابر ہے اور کتنا شاکر؟ حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کی طرف سے بیماری کی اس آزمائش میں سو فیصد کامیاب ہوئے اور رہتی دنیا تک صبر و شکر کا ہمیں عظیم درس دے گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کا صرف ذکر قرآن کریم کے چار سورتوں میں فرمایا ہے: سورۃ نساء، سورہ انعام، سورہ انبیاء اور سورہ ص۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر و شکر کا مختصر تذکرہ اور مجمل واقعہ اللہ نے سورۃ انبیا اور سورۃ ص میں ذکر فرمایا ہے۔(5)

متعدی بیماریاں / وائرس یا وبائی امراض:

اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے ان بیماریوں میں سے بعض ایسی بھی بیماریاں پیدا کیں جو ایک فرد سے دوسرے افراد تک مختلف ذرائع سے اسباب کے درجے میں پھیلتی ہیں یا ہمیں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ (جسے ہمارے زمانے کے ڈاکٹر و اطباء وائرس کہتے ہیں) ان متعدی امراض یا وائرس میں سے بعض جان لیوا اور بعض معمولی نوعیت کے ہوتے ہیں، جان لیوا وائرس مثلاً، ڈینگی، ملیریا، تپِ دق، نمونیا، کالی کھانسی، جُذام، موتی جھرہ، خُسرہ، طاعون، کرونا وائرس، کانگو وائرس، نگلیریا وائرس وغیرہ اور معمولی وائرس جیسے خارش، چیچک، منہ کی یا بغل کی بو، نزلہ، زکام، کانسی آشوبِ چشم، وغیرہ

وبائی مرض یا پھیلنے والی بیماری (وائرس) کے بارے میں اسلام کا حکم :

اس بارے میں محدثین و فقہاء کی آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا کسی کی بیماری دوسرے کو لگ سکتی ہے یا نہیں؟ آیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی روشنی اور فقہائے کرام کی شب بیداری، تقوی اور ورع کے سایہ میں اس اختلاف کی بنیادی وجوہات کی تنقیح و توضیح کرتے ہیں۔

پہلی رائے:

ان محدثین و فقہاء کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وبائی بیماری (وائرس) دوسروں کو بالکل منتقل نہیں ہوتی ہے۔ اور وہ ان درج ذیل احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں لا عدوی اور جذام کیساتھ کھانا کھانے والی احادیث مبارکہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" أن أبا هريرة رضي الله عنه، قال :إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال» : لا عدوى ولاطيرة ولا صفر ولا هامة / فقال أعرابي :يا رسول الله، فما بال إبلي، تكون في الرمل كأنها الظباء، فيأتي البعير الأجرب فيدخل بينها فيجربها؟ فقال : »فمن أعدى الأول؟ «رواه الزهري، عن أبي سلمة، وسنان بن أبي سنان"۔

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امراض میں چھوت چھات (متعدی ہونا) صفر اور الو کی نحوست کی کوئی اصل نہیں، اس پر ایک اعرابی بولا کہ یا رسول اللہ! پھر میرے اونٹوں کو کیا ہو گیا کہ وہ

جب تک ریگستان میں رہتے ہیں تو ہرنوں کی طرح (صاف اور خوب چکنے) رہتے ہیں پھر ان میں ایک خارش والا اونٹ آجاتا ہے اور ان میں گھس کر انہیں بھی خارش لگا جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا لیکن یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟"(6)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک جذامی شخص آیا، آپ ﷺ کھانے میں جذامی کے ساتھ بیٹھ گئے اور جذامی سے مخاطب ہو کر فرمایا

"كُلْ بِسْمِ اللهِ ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلاً عَلَيْهِ"۔(7)

"اللہ کے نام سے کھانا شروع کرو، اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین اور اُسی پر توکل کرتے ہوئے"۔(8)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا ہرگز درست نہیں کہ متعدی مرض والے آدمی سے یقینی طور پر بیماری لگ جائے گی۔ احتیاط کے درجہ میں بیماری کے ظاہری اسباب سے بچنا جائز ہے۔

دوسری رائے:

ان محدثین وفقہاء کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وبائی بیماری (وائرس) دوسروں کو منتقل ہوتی ہے۔ اور وہ ان درج ذیل احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ"

"کوئی شخص اپنے بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لے جائے۔(9)

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَاتَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ"

"جذامی (کوڑھ والے شخص) سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو"۔(10)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَاتُدِيْمُوْا اِلَى الْمَجْذُوْمِيْنَ النَّظَرَ"

"جذام زدہ (کوڑھ والے) مریضوں پر زیادہ دیر نظر نہ ڈالو"۔

یہی نہیں بلکہ جذامی کی بیماری کی جراثیموں سے بچنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے ان سے ایک نیزہ کے فاصلہ سے بات چیت کرنے کی تاکید فرمائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَاتُدِيْمُوا النَّظَرَ اِلَى الْمُجَذَّمِيْنَ وَاِذَاكَلَّمْتُمُوْهُمْ فَلْيَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ قِيْدُ رُمْحٍ"

"جذام زدہ (کوڑھ والے) مریضوں پر زیادہ دیر نظر نہ ڈالو اور جب تم اُن سے کلام کرو تو تمھارے اور ان کے درمیان ایک نیزے کے برابر فاصلہ ہونا چاہیے"۔(11)

بعض محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے لیکن آپ ﷺ کی ایک اور حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ جذامی کو بغیر ہاتھ ملائے دور سے بیعت کر کے واپس بھیجدیا۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے عمرو بن الشرید سے بیان کیا ہے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ: قبیلہ ثقیف کے وفد میں ایک شخص جذام کا مریض تھا آپ ﷺ نے اُس کو پیغام بھیجا کہ۔

"اِنَّاقَدْبَايَعْنَاكَ ،فَارْجِعْ"

"تم ہم سے بیعت کر چکے ہو لہذا واپس چلے جاو"۔(12)

اس کی بیعت دور سے قبول فرما کر واپس بھیجدیا تاکہ اس کی بیماری کے اسباب سے محفوظ رہا جائے اور امت کو آپ ﷺ نے عمل کے ذریعے سے تعلیم بھی دی کہ احتیاطی تدابیر اختیار کرے۔

صرف بیمار شخص ہی نہیں بلکہ جس علاقے میں مرض متعدی پھیلا ہو وہاں جانے سے اور وہاں کے لوگوں کو باہر سفر کرنے سے بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا گویا کہ اس وباء زدہ بستی یا علاقے کو ان لوگوں کے لئے آج کے زمانے میں قرنطینہ Isolation Unit/Place مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَدْخُلُوهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا۔

"حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی علاقے میں طاعون کے بارے میں سنو تو اس میں نہ جاؤ اور اگر کسی علاقے میں طاعون پھیل جائے اور تم اس میں ہو تو اس سے نہ نکلو۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں کی تصحیح حاصل ہے لہذا سند کے اعتبار سے یہ ایک قوی حدیث ہے"۔(13)

محدثین عظام کی آراء میں تطبیق احادیث:

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ ان میں کوئی تضاد نہیں۔ پہلی حدیث میں جاہلیت کے اس عقیدہ و خیال کی تردید ہے کہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بیماریوں کے پھیلنے میں اللہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے بلکہ وہ اپنے طور پر پھیلتی رہتی ہے۔ لیکن اس میں اس بات کا انکار نہیں ہے کہ اللہ کے فیصلہ کے تحت متعدی امراض سے نقصان پہنچتا ہے۔

دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور فیصلہ کے تحت جن چیزوں سے بالعموم نقصان پہنچتا ہے ان سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہی جمہور علماء کا مسلک ہے اور اسی کو اختیار کیا جانا چاہئے۔(14) مطلب یہ ہے کہ حدیث میں مرض کے متعدی ہونے کی نفی نہیں ہے۔ بلکہ مرض ہی کو حقیقی علت سمجھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی لئے متعدی امراض سے دور رہنے کی ہدایت بھی ہے۔ لاعدویٰ والی حدیث کے سلسلہ میں یہی باتیں اور یہی تشریح معقول نظر آتی ہے اس لئے کہ آج کی میڈیکل سائنس کئی انھیں باتوں کو ریسرچ کر کے ہمارے سامنے پیش کر رہی ہے۔ جو صدیوں پہلے قرآن اور احادیث میں بیان کی جا چکی ہیں۔

مراٰۃ المناجیح میں ہے:

"اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ بیماریوں میں عقل و ہوش ہے جو بیمار کے پاس بیٹھے اسے بھی اس مریض کی بیماری لگ جاتی ہے۔ وہ پاس بیٹھنے والے کو جانتی پہچانتی ہے یہاں اسی عقیدے کی تردید ہے۔ موجودہ حکیم ڈاکٹر سات بیماریوں کو مُتَعَدِّی مانتے ہیں: جذام، خارش، چیچک، موتی جھرہ، منہ کی یا بغل کی بو، آشوبِ چشم، وبائی بیماریاں اس حدیث میں ان سب وہموں کو دفع فرمایا گیا ہے۔ اس معنی سے مرض کا اُڑ کر لگنا باطل ہے مگر یہ ہوسکتا ہے کہ کسی بیمار کے پاس کی ہوا متعفن ہو اور جس کے جسم میں اس بیماری کا مادہ ہو وہ اس تَعَفُّن سے اثر لے کر بیمار ہو جائے اس معنی سے تَعَدِّی ہو سکتی ہے اس بنا پر فرمایا گیا کہ جذامی سے بھاگو لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں۔ غرضکہ عدویٰ یا تَعَدِّی اور چیز ہے کسی بیمار کے پاس بیٹھنے سے بیمار ہو جانا کچھ اور چیز ہے"۔(15)

اسی طرح طاعون اور ہیضے جیسے بعض متعدی امراض ہیں جو ایک گھر میں داخل ہو جاتے ہیں، بعض کو تو اپنی لپیٹ میں لے کر موت کی وادی تک پہنچا دیتے ہیں اور بعض دیگر افراد ان سے محفوظ رہتے ہیں، انہیں کچھ نہیں ہوتا، چنانچہ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالی پر اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہیے

ڈاکٹر خالد بن عبد اللہ المصلح فرماتے ہیں:

پہلا مطلب:

زمانہ جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ بیماری اللہ کی مرضی کے بغیر منتقل ہوتی ہے گویا بیماری خود موثر ہے اس لئے اس کی نفی کی گئی لاعدویٰ سے۔ اور دوسری حدیث فر من المجذوم میں (اللہ کی منشاء کے مطابق) بیمار سے بیماری کا منتقل ہونا بھی (اُن اسباب میں سے) ایک سبب ہے یعنی بیماری کا متعدی ہونا بھی ایک سبب ہے مگر یہ بھی اللہ کے حکم کا محتاج ہیں کہ اس حدیث میں اسباب کا اثبات ہے۔

دوسرا مطلب:

لاعدوی سے قطعاً نفی مراد ہے اس لئے کہ مریض سے میل ملاپ کے باوجود بہت سارے لوگ بیماری سے بچ جاتے ہیں اوراس کو کچھ بھی ضرر لاحق نہیں ہوتا ہے۔ فر من المجذوم کہا گیا وہ اس لئے کہ اللہ کی مرضی ومنشاء کے مطابق وہ بیمار نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامیں وارشادات میں کوئی تضاد نہیں بلکہ وہ ہمارے ذہنوں اور فہم وادراک میں تضاد ہونے کی وجہ سے ہمیں نظر آتا ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات اپنی طرف سے نہیں فرماتے تھے ان ھوالاوحی یوحیٰ۔ وہ کوئی بھی بول اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ اللہ کی طرف سے بولتا ہے (سورۃ النجم آیت 3-4)۔(16)

فقہائے کرام کی آراء میں تطبیق احادیث:

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

"اہل مسلکِ ثانی نے یہ کہا کہ عدوی کی نفی سے مطلقاً نفی کرنا مقصود نہیں کیوں کہ اس کا مشاہدہ ہے۔ مگر اہل مسلکِ ثانی نے اس کو خلاف ظاہر سمجھ کر یہ کہا کہ مطلق عدوی کی نفی اس سے مقصود نہیں، بلکہ اس عدوی کی نفی مقصود ہے جس کے قائل اہل جاہلیت تھے اور جس کے معتقدین سائنس اب بھی قائل ہیں، یعنی بعض امراض میں خاصیت طبعی لازم ہے کہ ضرور متعدی ہوتے ہیں، تخلف کبھی ہوتا ہی نہیں، سو اس کی نفی فرمائی گئی ۔۔۔ الخ"(17)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے:

زمانہ جاہلیت میں بعض بیماریوں میں لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ جب کوئی تندرست آدمی کسی بیمار شخص کے پاس جاتا ہے، تو اس کی بیماری تندرست آدمی میں خود بخود منتقل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالی کی تقدیر اور مشیت کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا، تو آپ علیہ السلام نے "لاعدوی، لایعدی شیء شیئا" جیسی احادیث میں اسی باطل عقیدے کی تردید فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی بھی بیماری اللہ تعالی کی مشیت کے بغیر فی نفسہ متعدی نہیں ہوتی؛ بلکہ جب اللہ تعالی اس میں متعدی ہونے کی تاثیر ڈال دیتے ہیں اس وقت وہ دوسرے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث "فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ" (جذامی (کوڑھ والے شخص) سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو) اور "لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ" (کوئی شخص اپنے بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لے جائے) جیسی حدیثوں میں متعدی سمجھی جانے والی بیماریوں میں مبتلا لوگوں اور جانوروں سے احتیاط کرنے کا حکم دیا تاکہ اگر کوئی اختلاط کے بعد بمشیت خداوندی بیمار ہو گیا، تو اس کا اعتقاد خراب نہ ہو۔ پس معلوم ہوا کہ پیش کردہ روایت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی بیماری اللہ کی تقدیر اور مشیت کے بغیر ایک دوسرے میں متعدی نہیں ہوتی ہے لہذا مشاہدے اور حدیث میں کوئی تضاد نہیں۔(18)

مفتی اعظم سعودی عرب علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لاعدویٰ اور فر من المجزوم ان احادیث کے مابین کوئی منافات نہیں ہے دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین ہیں البتہ لاعدوی سے مراد اہل جاہلیت کی اس بات کی نفی ہے جو وہ سمجھتے تھے کہ بیماریوں کی خاصیت یہ ہے کہ وہ خارش کی طرح پھیلنے والی ہوتی ہے اور یہ کہ جو بھی صحیح آدمی بیمار کے پاس جاتا ہے اُس تندرست کو بھی بیماری لازمی لگ جاتی ہے یہ عقیدہ رکھنا سب غلط ہے یہ سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے اس لئے کہ بہت سارے لوگ مریض سے میل ملاپ کے باوجود بیماری سے بچ جاتے ہیں اوران کو کچھ بھی نہیں ہوتا ہے اور یہ تو عام سی بات ہے سب جانتے ہیں اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ فمن اعدی الاول کہ پہلے والے اونٹ کو خارش کی بیماری کس سے لگی؟ (اگر دوسرے اونٹوں کو پہلے اونٹ سے لگی ہے؟) "فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ" (جذامی (کوڑھ والے شخص) سے

اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو)، اور "لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ" (کوئی شخص اپنے بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لے جائے) اوران دونوں حدیثوں اس لئے فرمایا کہ "شر کے ایسے اسباب بھی دور رہنا چاہیے جو ہمیں شر میں واقع کردے اور شیطان کے اس طرح کے وسوسوں سے بھی بچنا چاہیے کہ وہ ہمارے ایمان اور عقیدہ کو کمزور کردے کہ اگر (بالفرض اللہ کی مرضی کے مطابق) بیماری لگ بھی جائے تو شیطان بار بار دل میں یہ خیالات نہ ڈالے کہ بیماری اب اس مریض سے لگی ورنہ پہلے کیوں نہیں لگ رہی تھی ایسے اسباب یعنی بیمار سے بھی دور رہنے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا۔(19)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

بعض کا یہ کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول (مریض صحیح بدن والے پر سے نہ گزرے) منسوخ ہے اوراس کا ناسخ (لاعدوی) کہ کوئی بیماری متعدی نہیں۔ یہ قول صحیح نہیں، یہ اس میں سے ہی ہے جو ابھی اوپر گذرا ہے کہ منہی عنہ وہ قسم ہے جس کی اجازت نہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی نفی اس قول (لاعدوی ولا صفر) میں ہے وہ یہ ہے کہ جس عقیدہ پر اہل جاہلیت تھے اور اور اپنے کفروشرک کے ثبوت پر قیاس کرتے تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نفی کہ مریض صحیح پر سے نہ گزرے کی دو تاویلیں ہیں:

پہلی :

نفس کے ورطہ میں پڑ جانے کا کچھ نہ کچھ خطرہ کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالی اس سے متعدی بیماری کو مقدر کردے، تو اس میں صحیح شخص کو تشویش میں مبتلا ہونے اور اسے متعدی بیماری کا اعتقاد پیش آئے گا تو یہ دونوں کسی بھی حال میں منافی نہیں۔

دوسری:

یہ تو اس پر دلالت کرتا ہے کہ مریض کا صحیح شخص پر ورود ایک ایسا سبب بن سکتا جس سے اللہ تعالی اس میں مرض پیدا کردے تو اس کا ورود سبب ہو گا، اور ہو سکتا ہے اللہ تعالی اس کی تاثیر ایسے اسباب سے پھیر دے جو اس کے مخالف ہوں یا پھر اسے قوت سببیہ روک دے، اور یہ خالص توحید اور اہل شرک کے عقیدہ کے خلاف ہے، اور یہ نفی بھی اسی طرح کی ہے جس میں اللہ تعالی نے قیامت کے دن شفاعت کی نفی فرماتے ہوئے کہا ہے:

جس دن نہ تو خرید وفروخت ہو گی اور نہ ہی کوئی دوستی اور سفارش :

تو احادیث متواترہ صحیحہ جو کہ سفارش کے ثبوت کی صراحت کرتی ہیں کے اور اس آیت میں کوئی تضاد نہیں اللہ تعالی نے تو اس سفارش کی نفی کی ہے جو مشرکین کے ہاں معروف تھی کہ سفارش کرنے والا اجازت کی بغیر ہی سفارش کرے، اور جو سفارش اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کی ہے وہ سفارش تو اجازت ملنے کے بعد ہو گی۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے؟

اوراللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور وہ سفارش بھی اس کے لیے کریں گے جس پر اللہ تعالی راضی ہو گا ۔

اور فرمان باری تعالی ہے:

اوراس کے پاس سفارش نفع نہیں دے گی مگر جسے اس کی اجازت دی جائے ۔(20)

مسلمان کی ذمہ داری:

مسلمان کو احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے اللہ پر مکمل یقین رکھنا چاہے ایسے متعدی بیماری میں اپنا کوئی بیمار ہو تو اس کی مکمل تیمارداری کرنی چاہیے کہ یہ ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے اسی طرح ڈاکٹر اپنے مریضوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ میں کوئی کمی نہ چھوڑے اور لاعدوی والی حدیث پر یقین رکھتے ہوئے مسلمان کو دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے خصوصاً صبح وشام حفاظت کی دعائیں مانگنی چاہیے۔ بیماری کی صورت میں علاج جو کہ سنت ہے اور تقدیر پر راضی بالقضاء ہونا چاہیے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے "بیمار کو تندرست سے الگ رکھا جائے"(مسلم:1222)" اس میں Isolation Unit کی ہدایت موجود ہے۔

اور حدیث میں جذام شخص سے بھاگنے کا اور طاعون والے علاقوں میں نا جانے کا حکم اس لیے دیا گیا تا کہ بیماری آگے نہ پھیلے۔ اس حدیث میں بھی بیماری کے متعدی ہونے کا اثبات موثر ہونے کی وجہ سے ہے، لیکن اس کی تاثیر کوئی حتمی امر نہیں ہے۔ کہ یہی علت فاعلہ ہے۔ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذوم سے بھاگنے اور بیمار اونٹوں کو تندرست اونٹوں کے پاس نہ لانے کا جو حکم دیا ہے، یہ اسباب سے اجتناب کے باب سے ہے، اسباب کی ذاتی تاثیر کی قبیل سے نہیں، جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:) سورۃ البقرۃ، آیت نمبر (195- "اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عدویٰ کی تاثیر کا انکار فرمایا ہے کیونکہ امر واقع اور دیگر احادیث سے یہ بات کی نفی ہوتی ھے

موجودہ متعدی بیماری:

ہمارے دور میں بھی اس بیماری کی ایک قسم (جسے کورونا وائرس یا COVID-19 کہا جاتا ہے) نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا اور اس دور میں پہلی دفعہ پوری دنیا کے کاروبار کو بند کر دیا اور دنیا جہاں کے بہترین ڈاکٹروں نے اسے خطرناک ترین متعدی بیماری قرار دے کر گھروں میں رہنے اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی تجاویز دیئے اور پوری دنیا کی حکومتوں نے ان ہدایات پر سختی سے عمل کرنے کے احکامات جاری کئے۔

ڈاکٹروں اور طبیبوں کی رائے کے مطابق متعدی امراض ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے ہیں جیسے ہمارے دور میں ان امراض میں کورونا وائرس عام وائرل انفیکشن، نزلہ، زکام ہی کی طرح ایک پھیلنے والی بیماری ہے تاہم یہ تیزی سے انسانوں سے انسانوں کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ ڈینگی 'کانگو' نگلیریا کے بعد ایک اور خطرناک وائرس "کورونا" نے دنیا کو دہشت زدہ کر دیا ہے۔ ماضی میں ایسی مُہلک وبائوں کا شکار اکثر پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک ہوتے تھے 'لیکن عجیب اتفاق ہے کہ اس بار اولین مرحلے پر ترقی یافتہ ممالک اس کا شکار ہو گئے ہیں اور ان میں سے چین سب سے زیادہ متاثر ہے۔ جاپان' تھائی لینڈ' سنگاپور' تائیوان' کینیڈا' جرمنی اور کسی حد تک امریکہ بھی اس کی زد میں ہے 'یعنی وہاں اس وائرس کی تصدیق ہو چکی ہے۔ کورونا وائرس کی نصف درجن سے زائد اقسام دریافت ہو چکی ہیں۔

کورونابیماری کی وجہ تسمیہ:

جب اس کا خوردبین سے جائزہ لیا گیا تو یہ نصف دائرے کی شکل میں نظر آیا اور کنارے پر ایسا اُبھار نظر آیا جو تاج کی شکل کے مشابہ ہے 'رومن زبان میں تاج کو کرائون کہتے ہیں' اسی بنا پر اس کا نام کورونا رکھ دیا گیا ہے۔ اب تک زیادہ تر جاندار مثلاً خنزیر اور مرغیاں اس سے متاثر ہوتے رہے ہیں 'لیکن اب یہ وائرس اپنی شکل بدل کر انسانوں کو متاثر کر رہا ہے۔

کورونا بیماری کی ابتداء اور اس کے اقسام:

0691 کے عشرے میں کورونا وائرس کا نام دنیا نے پہلی بار سنا اور اب تک اس کی 31 اقسام سامنے آچکی ہیں' ان میں سے سات اقسام انسانوں میں منتقل ہو کر انہیں متاثر کر سکتی ہیں۔ ان میں سے Novel Coronavirus 2019 اور Severe acute respiratory syndrome (SARS) چین میں دریافت ہوئے ہیں اور Middle East Respiratory Syndrome (MERS) شرقِ اوسط میں دریافت ہوا ہے۔ چین کے مرکز برائے انسدادِ امراض واحتیاطی تدابیر کے ڈائریکٹر گاو فو نے کہا ہے کہ "یہ وائرس ووہان کی ایک سمندری خوراک کی مارکیٹ میں جنگلی جانوروں سے پھیلا۔ اس مارکیٹ میں مختلف قسم کے جنگلی جانور مثلاً لومڑی' مگرمچھ' بھیڑیے اور سانپ وغیرہ فروخت کیے جاتے تھے"۔

ڈاکٹروں کے مطابق کورونا بیماری کیا ہے؟

کورونا وائرس سانس کی اوپری نالی پر حملہ کرتے ہوئے سانس کے داخلی نظام کو متاثر کرتا ہے اور انسان جان لیوا نمونیا یا فلو میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ 2003ء میں سارس وائرس سے چین میں 477 افراد ہلاک اور 0800 متاثر ہوئے تھے' مرس اس سے بھی زیادہ ہولناک تھا۔ اس وائرس سے متاثر مریضوں میں بخار' کھانسی اور گلے کی خراش کی

علامات ظاہر ہوتی ہیں اور شدید حملے کی صورت میں سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔ صحت کے عالمی ادارے کے مطابق وائرس کا شکار ہونے سے دو ہفتے کے اندر اس کی علامات سامنے آتی ہیں۔ چینی محکمہ صحت نے ووہان سے نمودار ہونے والے وائرس کا جینوم (جینیاتی ڈرافٹ) معلوم کرکے اسے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے' اب تک اس کی کوئی اینٹی وائرل دوا یا ویکسین دریافت نہیں ہوسکی۔ دسمبر 2019ء میں نیا وائرس سامنے آیا اور ماہرین اس کی ظاہری علامات کے مطابق ہی اس کا علاج کررہے ہیں۔ یہ ایک متعدی مرض ہے اور اس کا وائرس حیوان سے انسان میں منتقل ہونے' انسان کو بیمار کرنے اور دوسرے انسانوں میں منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہی اس کے متعدی (Infectious) ہونے کی علامت ہے۔

اسلام کی تاریخ میں وبائی امراض کا تصور:

تاریخ میں کئیں وبائی امراض یا طاعونوں (پھیلنے والی بیماریوں) کا ذکر ملتا ہے اسلام کے تاریخ میں بھی طاعون جیسی بیماریوں کا تذکرہ ملتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی جب اس کا تذکرہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بستی اور علاقے میں جانے اور وہاں والوں کو باہر نکلنے سے منع فرما کر اسلام کا حکم قرار دے کر رہتی دنیا کے لئے اصول وضع فرمادیا۔ اسلام کے تاریخ میں اس پھیلنے والی بیماریوں میں سب سے زیادہ خطرناک وباء کو طاعون کہا جاتا تھا ان میں "طاعون عمواس" سب سے زیادہ مشہور وبائی بیماری گزری ہے۔ اور یہ سن 18 ہجری، خلافت فاروقی میں شام کے قریہ عمواس میں خطرناک اور مہلک طاعون کی وبا پھیلی جس سے ہزاروں صحابہ وفات پاگئے، مؤرخین نے دور فاروقی کا اہم واقعہ شمار کیا ہے۔ اس میں بہت اکابر صحابہ کی وفات ہوئی ان میں ابوعبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل، یزید بن ابی سفیان، حرث بن ہشام سہیل بن ہشام رضی اللہ عنہم شامل تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کی طرف جارہے تھے (سَرغ نامی بستی سے اُن کا گزر ہوا' حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور اُن کے ساتھیوں نے بتایا کہ اس بستی میں طاعون کی وبا پھیل گئی ہے۔) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے مشورہ کرنے کے بعد وہاں جانے کا پروگرام ملتوی کردیا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتا چلا تو انہوں نے اعتراض کیا کہ امیر المومنین! آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے (بھاگ کر اللہ کی) دوسری تقدیر (اللہ کی تقدیر کی آغوش) کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ یعنی اگر طاعون کا پھیلنا اللہ کی تقدیر ہے تو اس سے بھاگنا اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہے، پھر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ آئے اور اُنہوں نے کہا: اس حوالے سے میرے پاس رسول اللہ ﷺ کی ہدایت موجود ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم کسی بستی میں اس وبا کے بارے میں سنو' تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم پہلے سے وہاں موجود ہو اور یہ وبا پھیل جائے تو وہاں سے بھاگ کر نہ جاؤ"۔ یہ سن کر حضرت عمر بن خطابؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنا سفر آگے کی طرف جاری رکھا۔(21)

خلاصہ کلام یہ کہ وبائی امراض سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ? نے امت کو اس حقیقت سے روشناس کرانے کے لیے دو مختلف موقعوں پر ایسا عمل کیا جس سے یہ دونوں باتیں واضح ہوجاتی ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم ? کے پاس ایک مجذوم (جذام کی بیماری والا شخص، جس بیماری کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ بیماری پھیلتی ہے) آیا تو آپ ? نے اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیمار آدمی سے یقینی طور پر بیماری لگ جانے کا اعتقاد درست نہیں ہے۔

دوسرے موقع پر ایک مجذوم آپ ? سے بیعت ہونے کے لیے آیا تو نبی کریم ? نے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی، اس سے ہاتھ ملائے بغیر ہی اسے دور سے ہی پیغام بھجوادیا کہ ہم نے تمہیں بیعت کرلیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ احتیاط کے درجہ میں بیماری کے ظاہری اسباب سے بچنا جائز ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ظاہری سبب کے طور پر پھیلنے والی بیماری کی جگہ یا شخص سے بچنا جائز ہے، تاہم یہ عقیدہ نہ ہو کہ ایسی جگہ میں جانے سے یا رہنے سے یا ایسے شخص کے قرب سے بیماری کا لگنا یقینی ہے۔

اس بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی حاصل کی جائے۔

اس حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اور ارشادات بھی کتب حدیث میں مروی ہیں ہم ان میں سے دو یہاں نقل کررہے ہیں. بخاری ہی میں ہے:

" عن أبي هريرة رضى الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاعدوى، ولاطيره، ولاهامه ولاصفر ۰ وفر من المجذوم كما تفر من الأسد"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ متعدی بیماری سے بیماری ہوتی ہے۔ نہ بدفال کوئی چیز ہے۔ نہ مقتول کی روح پیاسا پرندہ بنتی ہے اور نہ پیٹ میں بھوک لگانے کا کوئی جانور ہے۔ مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔(22)

مسلم میں اس روایت کی پہلی بات پر ایک سوال اور اُس کا جواب بھی نقل ہوا ہے:

"فقال أعرابي: يا رسول اللهﷺ !، فما بال الإبل تكون في الرمل كأنها الظباء فيجيئ البعير الأجر، فيدخل فيها،فيجربها كلها؟،قال:(رسول الله صلى الله عليه وسلم) من أعدى الأول"۔(23)

"(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر) ایک بدو نے پوچھا: ان اونٹوں کے بارے میں آپکا کیا خیال ہے جو صحرا میں بالکل ہرنوں کی طرح صاف ہوتے ہیں۔ پھر ایک خارش زدہ اونٹ آتا ہے اور ان میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس طرح سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے۔ آپ نے کہا: یہ بتاؤ! پہلے کو کس نے خارش لگائی تھی"؟

'اس سوال کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ متعدی بیماری بھی اللہ ہی کے اذن سے کسی کو لگتی ہے۔ اور اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مریض اونٹوں سے تندرست اونٹوں کی طرف مرض اللہ کی تدبیر کے ساتھ منتقل ہوا ہے۔ پہلے اونٹ پر بیماری متعدی صورت کے بغیر اللہ عزوجل کی طرف سے نازل ہوئی تھی ایک چیز کا کبھی کوئی سبب معلوم ہوتا ہے اور کبھی سبب معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے اونٹ کی خارش کا سوائے تقدیر الٰہی کے اور کوئی سبب معلوم نہیں ہے، جب کہ اس کے بعد والے اونٹ کی خارش کا سبب معلوم ہے، اب اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس (دوسرے اونٹ) کو خارش لاحق نہ ہوتی۔ بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ اونٹوں کو خارش لاحق ہوتی ہے اور پھر وہ ختم بھی ہو جاتی ہے اور اس سے اونٹ مرتے نہیں۔ اسی طرح طاعون اور ہیضے جیسے بعض متعدی امراض ہیں جو ایک گھر میں داخل ہو جاتے ہیں، بعض کو تو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور وہ فوت ہو جاتے ہیں اور بعض دیگر افراد ان سے محفوظ رہتے ہیں، انہیں کچھ نہیں ہوتا، چنانچہ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہیے، اور اس بھروسہ کو قائم رکھنے کا عملی طریقہ پیش کیا گیا وہ ایک ضعیف حدیث سے ثابت ہے کہ:

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت رسول اللہ ؟ نے مجذوم شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ ہی کھانے کے برتن میں رکھا اور فرمایا اللہ پر اعتماد و بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ"۔(24)

علماء کا کہنا ہے کہ ایسا آپ نے ان لوگوں کو دکھانے کے لیے کیا جو اپنے ایمان و توکل میں قوی ہیں، اور ناپسندیدہ امر پر صبر سے کام لیتے ہیں اور اسے قضاء و قدر کے حوالہ کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جو ناپسندیدہ امر پر صبر نہیں کر پاتے اور اپنے بارے میں خوف محسوس کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے

آپ ؟ نے یہ فرمایا» : جذامی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو، چنانچہ ایسے لوگوں سے بچنا اور اجتناب کرنا مستحب ہے یعنی اس کھانے کو کھاؤ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرما رہے تھے، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر توکل بہت قوی تھا اور یہ توکل متعدی اسباب کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی تھا، لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ انسان توکل اور تقدیر پر اس قدر راضی ہو جائے کہ بیماری کا علاج بھی نا کروائے، جیسا کہ اوپر بتایا گیا یہ جواز کے لیے ہے، اگر اس سے بچا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی رو سے یہ بات غلط ہے کہ بیماریوں کو تقدیر سمجھ کر آدمی رکا رہے اور ان کا علاج نہ کرائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس طرح بیماری ایک تقدیر ہے اسی طرح اس کا علاج کرانا بھی تقدیر ہے۔

صحیح مسند احمد اور ترمذی کی ایک اور روایت ہے کہ ابو خزامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علاج ومعالجہ کے متعلق دریافت کیا کہ کیا علاج اللہ کی تقدیر کو بدل سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یعنی یہ علاج بھی تو اللہ کی تقدیر میں سے ہے۔(25)

جزام بیماری کبھی صحیح تندرست آدمی کو (اللہ کے حکم سے) منتقل ہوتی ہے اور کبھی نہیں پس احتیاط یہ ہے کہ اس بیمار آدمی سے دور رہا جائے۔ اور اس وجہ سے فقہاء کرام نے ایک اصول مقرر کیا کہ (متعدی مرض والے) جزام بیمار کو صحیح وتندرست لوگوں کے ساتھ میل جول سے منع کیا سوائے اِس کے کہ صحت مند و تندرست لوگ خود سے ملاقات کی اجازت دے۔(26)

اور "کشاف القناع" کتاب میں اس کیساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ سرکاری لوگ اس میل جول پر پابندی لگائے اور ایسے متعدی مرض والے لوگوں کو الگ تھلگ ایک خاص جگہ میں رکھا جائے اگر سرکاری لوگ یا بیمار اس بات کی پابندی اگر نہ کرے تو (دوسروں کو بیماری اگر باذن اللہ منتقل بھی ہو گئی تو) وہ گناہ گار ہو گے۔ شیخ الاسلام نے بھی "الاختیارات" میں ایسا ہی فرمایا۔ (اور فرمایا) جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء کی سنت ہے۔

الموسوعۃ الفقہیہ کتاب میں ہے:

> مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ مجزوم بیمار کی وجہ سے صحت مند وتندرست لوگوں کو تکلیف پہنچے گی اس وجہ سے لوگوں کے ساتھ اسے میل جول سے ("فر من المجذوم" حدیث کی وجہ سے) منع کیا گیا ہے۔ حنابلہ نے مزید یہ بھی کہا کہ اگر صحت مند آدمی ملاقات کی اجازت دے دے تو مجذوم بیمار صرف اسی شخص سے ملاقات کر سکتا ہے (لاعدویٰ حدیث کی وجہ سے)۔(27)

> **فإن الجذام قد ينتقل إلى الشخص السليم بإذن الله، وقد لا ينتقل، فكان الاحتياط هو البعد عنه.ولهذا قرر الفقهاء منع الجذمى من مخالطة الأصحاء إلا بإذنهم. قال في "كشاف القناع" (6/ 126): " ولا يجوز للجُذَماء، مخالطة الأصحاء عموما، ولا مخالطة أحد معين صحيح إلا بإذنه ، وعلى ولاة الأمور منعهم من مخالطة الأصحاء ، بأن يسكنوا في مكان مفرد لهم ونحو ذلك، وإذا امتنع ولي الأمر من ذلك أو المجذوم: أثم، وإذا أصر على ترك الواجب مع علمه به: فسق). قاله [أي شيخ الإسلام] في الاختيارات . وقال: كما جاءت به سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلفائه ، وكما ذكر العلماء " انتهى.(28)**
>
> **" ذهب المالكية والشافعية والحنابلة: إلى منع مجذوم يُتأذى به، من مخالطة الأصحاء، والاجتماع بالناس، لحديث: (فر من المجذوم فرارك من الأسد(-وقال الحنابلة: لا يحل لمجذوم مخالطة صحيح إلا بإذنه. فإذا أذن الصحيح لمجذوم بمخالطته: جاز له ذلك. لحديث (لا عدوى ولا طيرة)- ولم نر للحنفية نصا في المسألة.(29)**

اس میں سب سے بہترین بات وہ ہے جو امام بیہقی نے کی ہے اور ابن صلاح ابن قیم، ابن رجب حنبلی اور ابن مفلح وغیر ھم نے ان کی اتباع کی کہ لاعدوی سے مراد جاہلیت کے اس عقیدہ کی نفی کی ہے جس میں فعل کی نسبت غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے ورنہ یہ امور بیماری لگنے کے لئے طبعا اللہ کی اجازت سے سبب کے درجے میں متعدی تو ہوتے ہی ہیں اسی وجہ سے "فر من المجذوم" اور "لایورد ممرض" فرمایا اور طاعون کے زمانے میں: "من سمع بہ فی أرض فلایقدم علیہ" فرمایا اور یہ سب اللہ کی مرضی اور مشیت سے ہوتا ہے۔(30)

وأحسن ما قيل فيه قول البيهقي، وتبعه ابن الصلاح وابن القيم وابن رجب وابن مفلح وغيرهم أن قوله: "لا عدوى" على الوجه الذي يعتقده أهل الجاهلية من إضافة الفعل إلى غير الله تعالى، وأن هذه الأمور تعدي بطبعها، وإلا فقد يجعل الله بمشيئته مخالطة الصحيح من به شيء من الأمراض سبباً لحدوث ذلك؛ ولهذا قال: "فر من المجذوم كما تفر من الأسد"، وقال: "لا يورد ممرض على مصح"، وقال في الطاعون: "من سمع به في أرض فلا يقدم عليه"، وكل ذلك بتقدير الله تعالى. وبالله التوفيق. وصلى الله على نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم. ۔(31)

نیز اگر کسی علاقے میں کوئی وباء مثلاً طاعون وغیرہ پھیل جائے تو اس حوالے سے کتبِ حدیث میں روایات منقول ہیں کہ جس جگہ طاعون کا مرض پھیل جائے وہاں جانے سے رسول اللہ ؟ نے منع فرمایا، اور جہاں آدمی موجود ہو، اور وہاں طاعون کا مرض پھیل جائے تو ڈر کر وہاں سے بھاگنے سے منع فرمایا۔

یہ روایات صحیح اسناد سے بخاری شریف میں ہے:

"حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُونِ؟ فَقَالَ أُسَامَةُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الطَّاعُونُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ .قَالَ أَبُو النَّضْرِ :لَا يُخْرِجْكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ"۔(32)

مذکورہ احادیث کی تشریح میں محدثین نے مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں:

1. جہاں طاعون پھیلا ہو، وہاں جانے کی صورت میں وبائی مرض کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے گویا جرأت کا اظہار ہے، اور جہاں موجود ہو وہاں سے بھاگنا گویا تقدیر سے بھاگنا ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس لیے یہ دونوں کام درست نہیں۔
2. سبب کے درجے میں اگر وبازدہ علاقے میں جاکر بیماری لگ گئی یا موت آگئی تو لوگ یہ خیال کریں گے کہ یہ وبا کی وجہ سے مرا ہے، حال آں کہ اس کی موت کا وقت متعین تھا، اور وبا میں مبتلا شخص اس علاقے سے نکلا اور اس کی بیماری سبب کے درجے میں دوسرے علاقے کے کسی شخص کو لگ گئی، جس کی وجہ سے جاہلیتِ اولیٰ کا یہ عقیدہ دوبارہ ذہنوں میں جگہ پکڑے گا کہ بیماریاں ذاتی طور پر متعدی ہوتی ہیں، حال آں کہ یہ سب اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، ورنہ پہلے شخص کو بیماری کس سے متعدی ہو کر لگی؟

بہر حال اس ممانعت کا حاصل یہ ہے کہ جب کوئی اس وبا سے بھاگنا چاہتا ہو تو یہ منع ہے، لیکن اگر کسی ضرورت کی وجہ سے وبازدہ علاقے کے رہائشی کو باہر جانا ہو اور اس کا یقین پختہ ہو کہ موت زندگی اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے، وہ کسی جگہ بھی بیماری اور وبا میں مبتلا کر سکتا ہے تو بوجہ ضرورت ایسے علاقے سے جاسکتے ہیں، اسی طرح وبازدہ علاقے میں اگر کسی کو کام ہو مثلاً ڈاکٹرز اور میڈیکل ٹیمیں یا دیگر رضاکار خدمت کے لیے جائیں اور اللہ کی ذات پر پختہ یقین ہو کہ بیماری اور موت دینا اللہ ہی کے دستِ قدرت میں ہے، تو اختیاری تدابیر استعمال کرتے ہوئے وبازدہ علاقے میں جاسکتے ہیں۔

"وفي رواية أخرى :فلاتدخلوا عليه، أي يحرم عليكم ذلك؛ لأن الإقدام عليه جراءة على خطر وإيقاع للنفس في التهلكة والشرع نهاه عن ذلك، قال تعالى} :ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة) .{وإذا وقع) أي الطاعون)وأنتم (أي والحال أنتم)بها (بذلك

الأرض)فرارًا (أي بقصد الفرار)منه (، فإن ذلك حرام؛ لأنه فرار من القدر وهو لاينفع، والثبات تسليم لما لم يسبق منه اختيار فيه فإن لم يقصد فرارًا بل خرج لنحو حاجة لم يحرم قاله المناوي في التيسير(33)۔

محدثین عظام نے طاعون سے وبامراد لی ہے:

"الطاعون بوزن فاعول من الطعن عدلوا به عن أصله ووضعوه دالا على الموت العام كالوباء---- وقال الخليل :الطاعون الوباء"۔(34)

لہذا اگر کہیں وبا پھیل جائے تو اس سے بھاگنے کے بجائے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ہے:

"فر من المجذوم فرارك من الأسد "فإنه محمول على بيان الجواز أو لئلا يقع شيء منه بخلق الله فينسب إلى الإعداء بالطبع ليقع في محذور اعتقاد التأثير لغير الله، وقد عمل النبي صلى الله عليه وسلم بالأمرين ليشير إلى الجوابين عن قضية الحديث فإنه جاءه مجذوم فأكل معه قائلاً :بسم الله ثقةً بالله وتوكلاً عليه، وجاءه مجذوم آخر ليبايعه فلم يمد إليه يده وقال :قدبايعت، فأولاً نظر إلى المسبب وثانيًا نظر إلى السبب في مقام الفرق وبين أن كلاً من المقامين حق، نعم الأفضل لمن غلب عليه التوكل أو وصل إلى مقام الجمع هو الأول والثاني لغيره"۔(35)

احتیاطی تدابیر کے ساتھ ساتھ روحانی تدابیر پر بھی عمل کریں۔

کسی مصیبت زدہ کو دیکھیں تو یہ دعا پڑھیں:

حضرت عمر فاروقؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھے اور یہ دعا پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِی مِمَّا ابْتَلاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیلاً"۔(36)

"سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی"

تو وہ زندگی بھر اِس وبا (مصیبت) سے محفوظ رہے گا' (یعنی اللہ اُس شخص کی حفاظت فرمائیں گے)

برص، جنون اور جُذام جیسی مُہلک بیماریوں سے حفاظت کی دعا:

آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ البَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَیِّئِ الْاَسْقَامِ"۔(37)

اے اللہ! میں برص، جنون، کوڑھ اور تمام مُہلک بیماریوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں"۔

مسلمانوں کے لئے سبق:

البتہ مسلمانوں کے لیے ہر تکلیف، بیماری اور مصیبت میں بھی ایک سبق پوشیدہ ہوتا ہے، نیز اس سے بندۂ مومن کے گناہوں کی معافی بھی ہوتی ہے، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب مومن کو کوئی تکلیف یا بیماری لاحق ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرماتا ہے تو وہ بیماری یا تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن

جاتی ہے اور آئندہ کے لئے یاد دہانی ہو جاتی ہے اور منافق جب بیمار ہوتا ہے اور اس کی وہ تکلیف دور ہو جاتی ہے تو وہ اس اونٹ کی طرح ہوتا ہے، جسے اس کے مالک نے پہلے تو باندھا اور پھر چھوڑ دیا اور اسے یہ پتہ ہی نہیں چلتا اسے باندھا کیوں گیا اور چھوڑ کیوں دیا گیا ہے؟"(38)

چنانچہ بیماری اور پریشانی میں جزع وفزع کرنے کے بجائے ان اعمال کی طرف متوجہ ہونا چاہئے جن کی تعلیم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دی ہے۔ ذیل میں مختصراً چند اہم ترین اعمال ذکر کیے جارہے ہیں، اگر ہر فرد ان کا اہتمام کرے تو ان شاءاللہ! ہر ایک مسلمان کی حالت میں بہتری اور زندگی میں اطمینان وسکون پیدا ہو گا۔

رجوع الی اللہ:

ہر قسم کے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور اللہ کی طرف رجوع کا اہتمام کریں (خصوصاً کبیرہ گناہوں سے جیسے بدکاری وبے حیائی، ناپ تول میں کمی، زکوٰۃ کی عدم ادائیگی، سودی لین دین، نماز کا چھوڑنا وغیرہ)

مسنون دعاؤں اور اذکار کا اہتمام:

آیتِ کریمہ کا کثرت کے ساتھ ورد کریں، اس سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں: "لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ"

(سورۃ الانبیاء:87)

نیز صبح وشام حفاظت کی مسنون دعائوں کا اہتمام فرمائیں۔

صدقہ کی عادت بنائیں:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔ (ترمذی) اس لیے اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ و خیرات ادا کرنا جان ومال کی حفاظت کا سبب ہوتا ہے۔

صبر کو شیوہ بنائیں:

بندۂ مومن اگر خدانخواستہ کوئی ایسی وبائی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو گلے شکوے کرنے کے بجائے صبر کرے، کیونکہ تکلیف پر صبر کرنے میں بڑا اجر ہے، ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے: "جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا ظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ شکایت کرے تو اللہ کے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا۔

ظاہری اسباب کو بھی اختیار کیجئے:

مندرجہ بالا اعمال کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ ظاہری اسباب کو اختیار کرنا بھی سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ اس لئے: علاج معالجے کے لیے دستیاب مستند وسائل اور احتیاطی تدابیر کو اختیار کیجیے۔ ظاہری وباطنی صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کا خاص خیال رکھیے۔ باوضو رہنے کا معمول بنائیے، اس سے اعضاء کی صفائی ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی نیکیاں بھی حاصل ہوتی ہیں۔ جس مجمع یا جس مقام پر بیماری لگنے کے خطرات واضح طور پر موجود ہوں، وہاں بلاضرورت جانے سے گریز کریں۔ اگر آپ ایسے علاقے میں پہلے سے موجود ہوں جہاں وبائی بیماری پھیل چکی ہے تو وہاں سے باہر نہ نکلیں، بلکہ صبر اور مضبوط ایمان کے ساتھ وہاں ٹھہرے رہیں۔

وبائی مرض میں فوت ہونے والا شہید ہے:

حدیث شریف کے مطابق طاعون اللہ کا عذاب ہے، لیکن اللہ نے ایمان والوں کے لیے اسے رحمت بنادیا ہے۔ چناں چہ جو کوئی مسلمان وبائی بیماری کا شکار ہو کر فوت ہو جائے، اس کے لیے آخرت میں شہید والا اجر ہے۔ حدیث میں آتا ہے: "جو شخص طاعون میں مبتلا ہو اور وہ اپنے شہر میں صبر کرتے ہوئے اور ثواب کی امید کے ساتھ ٹھہرا رہے، یہ جانتے ہوئے کہ اسے صرف وہی چیز پہنچ سکتی ہے، جو اللہ نے اس کے لیے (تقدیر میں) لکھ دی ہے تو ایسے شخص کے لیے شہید جیسا اجر ہے۔"(39)

اس میں وہ شخص بھی داخل ہے جو طاعون کے زمانے میں کسی اور سبب سے مر جائے، بشرطیکہ جس علاقے میں ہو، وہیں ثواب کی نیت اور صبر کے ساتھ ٹھہرا رہے اور راہِ فرار اختیار نہ کرے۔(40)

لہٰذا مسلمانوں کے لیے "کسی بھی وائرس" یا دوسری وبائی بیماریوں یا میں گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ احتیاطی تدابیر، علاج معالجہ، مسنون دعاؤں اور اعمال کا اہتمام، اللہ پاک کی طرف رجوع اور ثواب کی امید کے ساتھ اپنے معمولات کو جاری رکھیں اور بلا تصدیق و تحقیق بے بنیاد چیزوں یا افواہوں کو پھیلانے سے گریز کریں۔

حفاظت کی مسنون دعائیں:

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص تین مرتبہ صبح کے وقت درج ذیل کلمات کہے تو شام تک اور شام کو کہے تو صبح تک کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچاتی (ترمذی) اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر کوئی ناگہانی آفت نہیں آتی۔(41)

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِوَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اس اللہ کے نام سے (دن شروع کرتا ہوں) جس کے نام کے ساتھ آسمان وزمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

موذی امراض سے حفاظت کی مسنون دعا:

"اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ" (۳ مرتبہ)

اے اللہ! میرے جسم میں صحت وعافیت عطا فرما، اے اللہ! میری قوتِ سماعت میں عافیت عطا فرما! اے اللہ! میری قوتِ بینائی میں عافیت عطا فرما! آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔(42)

مختلف بیماریوں سے حفاظت کی جامع دُعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَیِّئِ الْاَسْقَامِ۔

اے اللہ، میں تجھ سے برص، جنون، جذام اور تمام بری بیماریوں سے پناہ مانگتا ہوں۔(43)

کسی بیمار کے ساتھ کھاتے وقت

:اگر کسی بیمار کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہو تو یہ دُعا پڑھ لیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ"

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اس پر بھروسا اور اعتماد کرتے ہوئے۔(44)

کسی کو بیمار یا مصیبت میں دیکھ کر یہ دعا پڑھیں:

بیمار لوگوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کریں اور یہ مسنون دُعا پڑھیں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا"

تمام تعریفیں اللہ کی ہیں، جس نے مجھے اس تکلیف سے عافیت عطا فرمائی جس میں تم مبتلا ہو اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق کے مقابلے میں بہتر بنایا۔(45)

مختلف وبائی امراض اور ناگہانی مصائب و آلام سے محفوظ رہنے اور آفات سماوی و ارضی سے حفاظت کے لیے یہ وہ تعلیمات اور ہدایات ہیں، جو ہمیں ہمارے دین اور پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں دی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے پروردگار کی جانب رجوع کریں، توبہ و استغفار کو اپنا معمول بنالیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی کے مرتکب نہ ہوں، اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رضا اور اطاعت کو اپنا شعار بنالیں، اسی میں دین و دنیا کی کامیابی اور آخرت میں نجات کا راز پوشیدہ ہے۔

حوالہ جات:

1. محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزي، مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق ، حدیث:5174(قدیمی کتب خانہ، کراچی، 2007ء،)145:1
2. ملا علی قاری، مرقات المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، حدیث:5174
3. القرآن، الذاریات 56:51
4. مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ أَوْ حُزْنٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا: حدیث: 6569(قدیمی کتب خانہ کراتشی، 2007ء)234:1
5. القرآن، الانبیاء، 83:21
6. مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، كِتَاب السَّلَامِ، باب لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا نَوْءَ وَلَا غُولَ وَلَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ: حدیث:5789، (کراتشی، قدیمی کتب خانہ، 2007)201:1
7. امام ترمذی، سنن الترمذی، كِتَاب الْأَطْعِمَةِ عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مَعَ الْمَجْذُومِ، حدیث:1817
8. عثمانی، محمد تقی مفتی، آسان ترجمہ قرآن، (مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2009ء)144
9. امام بخاری، الصحیح البخاری، كِتَاب الطِّبِّ، بَابُ لَا عَدْوَى، حدیث:5774
10. امام بخاری، الصحیح البخاری، كِتَاب الطِّبِّ، بَابُ لَا صَفَرَ، وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ، حدیث:5717
11. امام ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، بَابُ: الْجُذَامِ، حدیث:3543 (قدیمی کتب خانہ، کراتشی، 2007ء)258
12. ایضاً
13. امام بخاری، الصحیح البخاری، كِتَاب الطِّبِّ، بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونِ: حدیث:5728
14. امام نووی، شرح مسلم للنووی ،(موسسۃ قرطبہ، طباعۃ نشر و توزیع، س ن)155
15. مفتی احمد یار خان عظیمی، مرآۃ المناجیح، (نعیمی کتب خانہ، گجرات 2004ء)، 256:6
16. (الدکتور خالد بن عبد اللہ المصلح، الأحد 21 محرم 1446ھ-- 28 یولیو۔ https://www.almosleh.com/ur/44764)
17. مولانا اشرف علی تھانوی، امداد الفتاوی: بترتیب جدید مولانا مفتی محمد شفیع، (مکتبہ دار العلوم، کراچی، 2008ء)، 287:4
18. دار الافتاء دار العلوم دیوبند جواب نمبر 166337 استفتیٰ نمبر 216-279 /https://darulifta-deoband.com/home/ur/hadith-sunnah/166337
19. عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، مجموعہ فتاوی، (مکتبہ دار السلام ریاض، 1411ھ)27:6
20. حاشیۃ تھذیب سنن ابی داود، 10:289-291
21. علامہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، (نفیس اکیڈمی، کراچی، س ن)85:2
22. امام بخاری، الصحیح البخاری، كِتَاب الطِّبِّ، بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونِ: حدیث:5707

23. امام احمد بن حنبل، مسند احمد، مسنَد المکثرِینَ مِنَ الصَّحَابَةِ، مسنَد اَبِی هریرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنہ، حدیث:7620

24. امام ترمذی، سنن الترمذی، کتاب الأطعمة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي الأَكْلِ مَعَ الْمَجْذُومِ، حدیث:1817

25. امام ترمذی، سنن الترمذی، کتاب الطب عن رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي الرُّقَى وَالأَدْوِيَةِ حدیث:2065

26. منصور بن یونس، کشاف القناع عن متن الإقناع، 126:6

27. موسوعۃ الفقہیہ، (وزارت اوقاف واسلامی امور، کویت) 131:51

28. ایضاً

29. https://islamqa.info/ar/answers/300907/هل-ينهى-الطبيب-عن-مخالطة-مرضى-الجذام-لحديث-فر-من-المجذوم-فرارك-من-الاسد

30. مجموع فتاوی اللجنۃ الدائمۃ بالسعودیۃ-:12:14

31. مجموع فتاوى اللجنة الدائمة بالسعودية-المجلد الرابع عشر (العقيدة. رابط المادة: http://iswy.co/e3mkg

32. امام بخاری، الصحیح البخاری، کِتَاب أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ، حدیث:3473

33. عون المعبود، باب الخروج من الطاعون، 255:8

34. ایضاً

35. ابو عبداللہ التبریزی، محمد بن عبداللہ، الخطیب، مرقات المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، (کراچی، قدیمی کتب خانہ س ن)، 1711:4

36. امام ترمذی، سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى مُبْتَلًى، حدیث:3431

37. سلیمان بن الاشعث، سنن ابو داود، کتاب تفریع أبواب الوتر، باب فِي الاِسْتِعَاذَةِ، حدیث:1554

38. ایضاً، کِتَاب اللُّقَطَةِ، باب یعرف اللقطہ، حدیث:1704

39. امام بخاری، الصحیح البخاری، بَابُ أَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُونِ، کِتَاب الطِّبِّ، حدیث:5734

40. ڈاکٹر محمد عبد الحیٔ عارفی، احکامِ میّت، (ادارہ الفاروق کراچی، 2014ء) 24

41. ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، بَابُ: مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى، حدیث:3869

42. سلیمان بن الاشعث، سنن ابو داود، أَبْوَابُ النَّوْمِ، باب مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ، حدیث:5090

43. احمد بن شعیب النسائی، سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ، بَابُ: الاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُنُونِ، حدیث:5495

44. امام ترمذی، سنن الترمذی، کتاب الأطعمة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي الأَكْلِ مَعَ الْمَجْذُومِ، حدیث:1817

45. ایضاً، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى مُبْتَلًى، حدیث:3432

References in Roman

1. *Muhammad bin Abdullah al-Khatib al-Tabrizi, Mishkat al-Masabih, Kitab al-Riqaq, Hadith: 5174 (Qadeemi Kutub Khana, Karachi, 2007), 1:145*
2. *Mulla Ali Qari, Mirqat al-Mafatih Sharh Mishkat al-Masabih, Hadith: 5174*
3. *Al-Quran, Al-Dhariyat 51:56*

4. *Muslim bin al-Hajjaj, Al-Sahih li Muslim, Kitab al-Birr wa al-Silah wa al-Adab, Bab Thawab al-Mu'min fima Yusibuhu min Maradin aw Huznin aw Nahw Dhalik Hatta al-Shawkah Yushakuhu, Hadith: 6569 (Qadeemi Kutub Khana, Karachi, 2007), 1:234*
5. *Al-Quran, Al-Anbiya 21:83*
6. *Muslim bin al-Hajjaj, Al-Sahih li Muslim, Kitab al-Salam, Bab La 'Adwa wa La Tiyarata wa La Hamata wa La Safara wa La Nau'a wa La Ghula wa La Yuridu Mumridun 'ala Musih, Hadith: 5789 (Karachi, Qadeemi Kutub Khana, 2007), 1:201*
7. *Imam Tirmidhi, Sunan al-Tirmidhi, Kitab al-Atimah 'an Rasul Allah ﷺ, Bab Ma Ja'a fi al-Akl ma' al-Majdhum, Hadith: 1817*
8. *Uthmani, Muhammad Taqi Mufti, Asan Tarjuma Quran (Maktaba Maarif al-Quran, Karachi, 2009), 144*
9. *Imam Bukhari, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Tibb, Bab La 'Adwa, Hadith: 5774*
10. *Imam Bukhari, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Tibb, Bab La Safara wa Huwa Da'un Yakhudh al-Batn, Hadith: 5717*
11. *Imam Ibn Majah, Muhammad bin Yazid, Sunan Ibn Majah, Kitab al-Tibb, Bab al-Juzam, Hadith: 3543 (Qadeemi Kutub Khana, Karachi, 2007), 258*
12. *Ayzan*
13. *Imam Bukhari, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Tibb, Bab Ma Yudhkar fi al-Ta'un, Hadith: 5728*
14. *Imam Nawawi, Sharh Muslim li al-Nawawi (Muassasah Qurtuba, Taba'a wa Nashr wa Tawzi', s.n.), 155*
15. *Mufti Ahmed Yar Khan Azhimi, Mirat al-Manajih (Na'imi Kutub Khana, Gujarat, 2004), 6:256*
16. *Al-Duktur Khalid bin Abdullah al-Mosleh, Al-Ahad 21 Muharram 1446 AH - 28 July: https://www.almosleh.com/ur/44764*
17. *Maulana Ashraf Ali Thanwi, Imdad al-Fatawa: Bitarteeb Jadid Maulana Mufti Muhammad Shafi (Maktaba Dar al-Uloom, Karachi, 2008), 4:287*
18. *Dar al-Ifta Dar al-Uloom Deoband, Jawab Number 166337, Istifta Number 216-279 / https://darulifta-deoband.com/home/ur/hadith-sunnah/166337*
19. *Abdul Aziz bin Abdullah bin Baz, Majmu' Fatawa (Maktaba Dar al-Salam, Riyadh, 1411 AH), 6:27*
20. *Hashiyah Tahdhib Sunan Abi Dawood, 10:289-291*
21. *Allama Muhammad bin Sa'd, Tabaqat Ibn Sa'd (Nafees Academy, Karachi, s.n.), 2:85*
22. *Imam Bukhari, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Tibb, Bab Ma Yudhkar fi al-Ta'un, Hadith: 5707*
23. *Imam Ahmad bin Hanbal, Musnad Ahmad, Musnad al-Mukthirin min al-Sahabah, Musnad Abi Hurayrah Radiyallahu Anhu, Hadith: 7620*
24. *Imam Tirmidhi, Sunan al-Tirmidhi, Kitab al-Atimah 'an Rasul Allah ﷺ, Bab Ma Ja'a fi al-Akl ma' al-Majdhum, Hadith: 1817*

25. *Imam Tirmidhi, Sunan al-Tirmidhi, Kitab al-Tibb 'an Rasul Allah ﷺ, Bab Ma Ja'a fi al-Ruqa wa al-Adwiyah, Hadith: 2065*
26. *Mansur bin Yunus, Kashaf al-Qina' 'an Matn al-Iqna', 6:126*
27. *Mawso'ah al-Fiqhiyyah (Wizarat Awqaf wa Islami Umoor, Kuwait), 51:131*
28. *Ibid*
29. https://islamqa.info/ar/answers/300907/.hal-yanha-al-tabib-'an-mukhalatah-marda-al-juzam-li-hadith-firr-min-al-majdhum-firarak-min-al-asad
30. *Majmu' Fatawa al-Lajnah al-Da'imah bi al-Sa'udiyyah, 14:21*
31. *Majmu' Fatawa al-Lajnah al-Da'imah bi al-Sa'udiyyah, al-Mujallad al-Rabi' 'Ashar (al-'Aqidah. Rabit al-Maddah: http://iswy.co/e3mkg*
32. *Imam Bukhari, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab Ahadith al-Anbiya', Hadith: 3473*
33. *'Awn al-Ma'bud, Bab al-Khuruj min al-Ta'un, 8:255*
34. *Ibid*
35. *Abu Abdullah al-Tabrizi, Muhammad bin Abdullah al-Khatib, Mirqat al-Mafatih Sharh Mishkat al-Masabih (Karachi, Qadeemi Kutub Khana, s.n.), 4:1711*
36. *Imam Tirmidhi, Sunan al-Tirmidhi, Kitab al-Da'awat 'an Rasul Allah ﷺ, Bab Ma Yaqul idha Ra'a Mubtala, Hadith: 3431*
37. *Sulayman bin al-Ash'ath, Sunan Abi Dawood, Kitab Tafree' Abwab al-Witr, Bab fi al-Isti'adhah, Hadith: 1554*
38. *Ayzan, Kitab al-Luqatah, Bab Yu'raf al-Luqatah, Hadith: 1704*
39. *Imam Bukhari, Al-Sahih al-Bukhari, Bab Ajr al-Sabir fi al-Ta'un, Kitab al-Tibb, Hadith: 5734*
40. *Dr. Muhammad Abd al-Hayy 'Arifi, Ahkam-e-Mayit (Idarah al-Faruq, Karachi, 2014), 24*
41. *Ibn Majah, Sunan Ibn Majah, Kitab al-Du'a, Bab: Ma Yad'u bihi al-Rajul idha Asbaha wa idha Amsa, Hadith: 3869*
42. *Sulayman bin al-Ash'ath, Sunan Abi Dawood, Abwab al-Nawm, Bab Ma Yaqul idha Asbaha, Hadith: 5090*
43. *Ahmad bin Shu'ayb al-Nasa'i, Sunan al-Nasa'i, Kitab al-Isti'adhah, Bab: al-Isti'adhah min al-Junoon, Hadith: 5495*
44. *Imam Tirmidhi, Sunan al-Tirmidhi, Kitab al-Atimah 'an Rasul Allah ﷺ, Bab Ma Ja'a fi al-Akl ma' al-Majdhum, Hadith: 1817*
45. *Ibid, Kitab al-Da'awat 'an Rasul Allah ﷺ, Bab Ma Yaqul idha Ra'a Mubtala, Hadith: 3432*